سوال

(270) لکی کمیٹی کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے علاقہ میں لکی کمیٹی کا کاروبار عروج پر ہے، چند ساتھی مل کر ماہانہ کمیٹی ڈالتے ہیں پھر قرعہ اندازی کے ذریعے جس کا نام نکل آتا ہے، اسے موٹر سائیکل دی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ کوئی قسط وغیرہ بھی ادا نہیں کرتا، اس کے متعلق کچھ علما کا موقف ہے کہ ایسا کاروبار نا جائز ہے جبکہ کچھ اہل علم حضرات اسے جائز کہتے ہیں، اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال و حرام کے متعلق تمیز نہ کرنے کی جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دور حاضر میں حقیقت کا روپ دھار کر ہمارے سامنے آرہی ہے، آپ نے فرمایا تھا ''میری امت پر ایک وقت آئے گا کہ لوگوں کے درمیان حلال و حرام کی تمیز اٹھ جائے گی، انسان اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ وہ حلال استعمال کرتا ہے یا حرام کھا رہا ہے۔ [1]

ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ بڑی لاپروائی اور ڈھٹائی کے ساتھ حرام کھا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بایں الفاظ اس بے حسی کے متعلق فرمایا: ''ایک وقت آئے گا کہ لوگ سود خوری میں بتلا ہوں گے، عرض کیا گیا کہ سب لوگ اس میں بتلا ہوں گے، فرمایا جو اس سود سے بچنے کی کوشش کریں گے انہیں بھی سود کی گرد و غبار اور اس کا دھواں ضرور پہنچے گا۔'' [2] چنانچہ ہمارے معاشرے میں ایسی ایسی سودی سکیمیں رائج ہو رہی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد ہم تفصیل کے ساتھ صورت مسؤلہ کا جائزہ لیتے ہیں، ہمارے ہاں کمیٹی سسٹم تین طرح کا ہے، یعنی سادہ کمیٹی، بولی والی کمیٹی اور لکی کمیٹی

سادہ کمیٹی: چند احباب مل کر اپنی تھوڑی تھوڑی پس انداز رقم کو ماہ بماہ کسی کے پاس جمع کرتے رہتے ہیں پھر ہر مہینے پہلے سے طے شدہ پروگرام یا قرعہ اندازی کے ذریعے تمام جمع شدہ رقم ممبران میں سے کوئی ایک لے لیتا ہے یہ جسے رقم مل جاتی ہے، اس کا نام آئندہ طے شدہ پروگرام یا قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا جاتا، البتہ اپنی پس انداز رقم ہر ماہ ادا کرتا رہتا ہے، اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ یہ ایک امداد باہمی کا ذریعہ ہے، اس طریقہ سے تھوڑی تھوڑی رقم یکمشت مل جاتی ہے جسے کسی ہنگامی مصرف میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔

بولی والی کمیٹی: اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ چند آدمی مل کر کمیٹی ڈالتے ہیں، پھر ایک مقررہ تاریخ پر اس جمع شدہ رقم کی بولی لگائی جاتی ہے، جو ممبر سب سے کم بولی لگائے اسے جمع شدہ رقم دے دی جاتی ہے۔ مثلاً اگر جمع شدہ رقم پچاس ہزار روپیہ ہے تو اس کی چالیس ہزار بولی لگانے والے کو چالیس ہزار دے دیا جاتا ہے، باقی دس ہزار رقم تمام ممبران آپس

میں تقسیم کرلیتے ہیں، اس کے ناجائزاور حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ یہ ایک کاروبار ہے، اس میں امداد باہمی کا جذبہ نہیں پایا جاتا، یہ کاروبار اس لیے ناجائز ہے کہ اس کی بنیاد ناجائز ذرائع سے مال کھانے پر ہے، جس کی حرمت اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ بیان فرمائی ہے۔

''اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ۔''[3]

مذکورہ کمیٹی کا کاروبار اس لیے ناجائز ہے کہ نقد تھوڑی سی رقم وصول کرکے آئندہ زیادہ رقم ادا کرنا ہے، سود بھی یہی ہے کہ ایک آدمی تھوڑی رقم نقد وصول کرکے آئندہ معین مدت پر زیادہ رقم ادا کرتا ہے، چونکہ یہ ایک کاروبار ہے اور کاروبار میں جب کرنسی کا تبادلہ ہوتا ہے تو مساویانہ طور پر ہونا چاہیے، کمی بیشی کے ساتھ ایک ہی جنس کا تبادلہ شرعاً حرام ہے جس کی حرمت صریح اور واضح نصوص سے ثابت ہے۔

لکی کمیٹی: اس میں چند ممبران کمیٹی ڈالتے ہیں اور کمیٹی کا اہتمام کرنے والے کی طرف سے یہ پیشکش ہوتی ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعے جس کا پہلے نام نکل آیا اسے موٹر سائیکل دی جائے گی اور آئندہ اسے کمیٹی جمع کرانے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، اس طرح طے شدہ ایک حد تک اس پیشکش سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اس کے ناجائز ہونے میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ اگر دو ہزار ماہانہ کمیٹی ہے اور کسی کا نام پہلی ہی کمیٹی کی ادائیگی پر نکل آتا ہے تو اسے ساٹھ ہزار کی موٹر سائیکل صرف دو ہزار روپیہ جمع کرانے میں مل جاتی ہے، اسے یہ فائدہ ایک اتفاقی طور پر ملا ہے حالانکہ تمام ممبران اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

یہ جوئے کی ایک شکل ہے جسے قرآن کریم نے واضح طور پر حرام کیا ہے، دور جاہلیت میں تیروں (ازلام) کے ذریعے قسمت آزمائی کی جاتی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۰ میں حرام کیا ہے اور لکی کمیٹی میں قرعہ اندازی کے ذریعے جوا کھیلا جاتا ہے لہٰذا اس قسم کے کاروبار سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] صحیح بخاری، البیوع: ۲۰۵۹۔

[2] مسند احمد، ص ۴۹۴، ج ۲۔

[3] النساء: ۲۹۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:252

محدث فتویٰ